39744- ٹیلی ویژن ، ویڈیو اور پلائی اسٹیشن فروخت کرنے کا حکم

سوال

میری الیکٹرک آلات کی دوکان ہے ، لہذا کیا میں ٹیلی ویژن اور ویڈیو اور (پلائی اسٹیشن) وغیرہ کے آلات اور اس کے متعلقہ آلات فروخت کر سکتا ہوں ، یہ علم میں رہے کہ مجھے علم نہیں کہ یہ آلات کس غرض کے لیے استعمال کیے جائیں گے ؟

پسندیدہ جواب

ٹیلی ویژن اور ویڈیو وغیرہ جیسے آلات ان میں شامل ہوتے ہیں جو خیر و بھلائی اور شر اور اطاعت اور فرمانبرداری اور معصیت دونوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں ، لیکن آج انہیں زیادہ تر شر و معاصی اور بے پردہ اور ننگی عورتیں دیکھنے ، اور لہو لعب اور موسیقی جیسی باطل اشیاء سننے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے ، اس طرح کے عمل میں انسان کو اسی پر عمل کرنا چاہیے جو اس کے ظن غالب میں ہو .

لہذا ان آلات کی فروخت جائز نہیں سوائے ایسے شخص کے جسے یہ علم ہو یا پھر اس کا ظن غالب ہو کہ یہ آلات مباح اور حلال کام میں استعمال ہو نگے تو وہ فروخت کر سکتا ہے .

لیکن جس شخص کو علم ہو یا اس کے ظن غالب میں ہو کہ یہ آلات حرام کام میں استعمال ہو نگے تو انہیں فروخت کرنا جائز نہیں .

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

{اور تم نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہو، اور برائی و گناہ اور ظلم و زیادتی میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو} المائدۃ (2) .

مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں ہے کہ :

" ہر وہ چیز جو حرام کام میں استعمال کی جائے یا پھر ظن غالب یہ ہو کہ یہ حرام میں استعمال ہوگی ، تو پھر اس چیز کو تیار کرنا اور باہر سے منگوانا اور اس کی فروخت اور مسلمانوں کے مابین اس کی ترویج کرنا حرام ہے . اھـ

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیہ والافتاء (109/13) .

اور مستقل فتوی کیمٹی سے مندرجہ ذیل سوال دریافت کیا گیا :

میں الیکٹرک انجینئرنگ کا کام کرتا ہوں ، اور میرا کام ریڈیو اور ٹیلی ویژن اور ویڈیو وغیرہ کی مرمت کرنا ہے ، لہذا میری گزارش ہے کہ آپ مجھے یہ کام جاری رکھنے کے بارہ میں فتوی دیں کہ آیا میں یہ کام کرتا رہوں ، یہ علم میں رکھیں کہ اس کام کو ترک کرنے سے میرا سارا تجربہ اور محنت جاتی رہے گی جو میں نے ساری زندگی کی ، اور اس کے ترک کرنے سے ہو سکتا ہے مجھے نقصان بھی پہنچے .

کمیٹی کا جواب تھا :

کتاب وسنت کے شرعی دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں کہ مسلمان شخص کے لیے اچھی اور حلال کمائی کرنا واجب اور ضروری ہے ، لھذا آپ کو چاہیے کہ کوئی ایسا کام تلاش کریں جس کی کمائی اچھی اور پاکیزہ ہو، جس عمل کا ذکر آپ نے کیا ہے اس کی کمائی اچھی اور پاکیزہ نہیں؛ کیونکہ یہ آلات غالبا حرام کاموں کے لیے ہی استعمال کیے جاتے ہیں. اھ

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (420/14).

اور رہا مسئلہ (پلائی اسٹیشن) اور اس کی ڈسکوں کا تو اس کا حکم بھی وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا ہے ، لھذا اس شخص کے لیے فروخت کرنا جائز ہے جس کے متعلق ظن غالب یہ ہو کہ انہیں حلال اور مباح کام میں استعمال کرے گا، اور اس شخص کے لیے فروخت کرنا حرام ہے جس کے بارہ ظن غالب یہ ہو کہ وہ اسے حرام کام میں استعمال کرے گا.

آج اکثر لوگ اسے حرام کام کے لیے ہی استعمال کرتے ہیں، چاہیے تو یہ تھا کہ دل بہلانا اور آسودگی وخوشی ایک عارضی چیز ہوتی اور اسے ضروری کے وقت کیا جاتا، لیکن اب یہ تو بہت سے لوگوں کے ہاں اور بنیادی چیز بن چکی ہے ،، جس میں بہت سارے لوگ تو اپنی عمر اور مال اور خرچ کرتے ہیں اور ایک کھیل سے دوسرے کھیل میں اپنی توانائی و کوشش صرف کرتے رہتے ہیں، اور کلبوں اور سوئمنگ پولوں میں جاتے اور سفر سیاحت اور دوستوں کے ساتھ بیٹھے رہتے ہیں اور پارکوں کا رخ کرتے ہیں . . . وغیرہ وغیرہ الخ.

اور بہت سے لوگ تو پلائی سٹیشن وغیرہ یا اس طرح کے دوسری گیموں کو استعمال کرتے ہیں جس کے سبب سے نمازیں ضائع ہوتی اور بہت ساری دینی اور دنیاوی مصلحتوں سے بھی انسان مشغول ہو جاتا ہے اور انہیں نہیں کر سکتا، جو ہمیں بالجزم حرمت کی طرف لاتی ہیں کہ اس طرح کے لوگوں پر یہ حرام ہیں.

لیکن جو شخص معاملات کی اس طرح قدر کرتا ہے جس طرح قدر کا حق ہے اور ان گیموں کے ساتھ تھوڑا بہت کھیلتا ہے تا کہ اس کا دل بہل جائے ، اور اس کے سبب سے کوئی بھی واجب کردہ چیز ضائع نہیں ہوتی اور دینی اور دنیاوی مصلحتیں بھی پوری ہوتی ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ یہ گیمیں اور کھیل ننگی عورتوں اور موسیقی وغیرہ دوسری برائیوں سے خالی اور پاک صاف ہوں تو ان شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں.

اور مسلمان شخص کے شایان شان اور اس کے لائق تو یہی ہے کہ وہ ایسی پاکیزہ اور حلال کمائی کرے جس میں کسی بھی قسم کا کوئی شبہ نہ اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیے :

"ہر وہ جسم جو حرام پر پلا اور بنا ہو اس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے"

اسے طبرانی میں روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح الجامع حدیث نمبر (4519) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

واللہ اعلم.